حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے شائع ہونے والا قدیم متوازن علمی و ادبی ماہنامہ

سب رس

فروری 2018ء

-/30 روپے

ISSN-2278-6902

ادارۂ ادبیات اردو، حیدرآباد

اس شمارے میں

اداریہ

بیگ احساس 6

افسانے

بٹوارہ — سلام بن رزاق 8

شرارتی تو........ شرارتی تو — نورالحسنین 12

خاکہ

قدر یزماں — مجتبیٰ حسین 16

طنزومزاح

مطالعہ اور بلڈ پریشر — خامہ بگوش 20

شاعری

مصطفیٰ شہاب، خلیل ماموں، اظہار وارثی، احمد نثار، محمد عابد علی عابد، حیدروارثی 24

مضمون

۲۰۱۷ کا فکشن اور فکشن تنقید: ایک جائزہ — اسلم جمشید پوری 36

حسی تجربوں کا شاعر.....خیالؔ — بلراج بخشی 48

رتن لعل ہانگلو کی نظمیہ شاعری کی معنویت واہمیت — اجئے مالویہ 52

''جذبی کا تصور حسن وعشق'' — محمد عرفان 55

حقیقت ورومان کا بادشاہ۔۔۔نورشاہ — توصیف مجید لون 61

مطالعہ

''لسانی مسائل ومباحث'': ایک تجزیاتی مطالعہ — مجاہدالاسلام 65

نقدونظر

سرسید شناسی میں ایک اہم اضافہ: ''سرسید اور اردو زبان وادب'' — فیروز عالم 73

صحافتی مضامین اور ملاقاتیں...... — اے آر منظر 76

جو وہ لکھیں گے جواب میں

خطوط — محبوب پاشاہ اعظمی، وسیم بیگم، انور ادیب، علیم صبا نویدی 78

Scanned by CamScanner

سرسید شناسی میں ایک اہم اضافہ: ''سرسید اور اردو زبان وادب''

فیروز عالم

پروفیسر قمر الہدیٰ فریدی کا شمار جدید دور کے سنجیدہ اور اہم نقادوں میں ہوتا ہے۔ گذشتہ تیس پینتیس برسوں میں ان کی سترہ اٹھارہ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ موصوف نے کئی اہم داستانوں اور مثنویوں مثلاً ''سب رس''، ''باغ و بہار''، ''سحر البیان'' اور ''گلزار نسیم'' کی تدوین کے علاوہ ''اردو داستان: تحقیق و تنقید'' اور ''طلسم ہوش ربا: تنقید و تلخیص'' جیسی اہم کتابیں بھی تحریر کی ہیں۔

ان کی کتاب ''سرسید اور اردو زبان و ادب'' پہلی بار 1989 میں شائع ہوئی تھی۔ اب ترمیم و اضافے کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن چھپا ہے۔ پانچ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں مصنف نے سرسید کی تمام تصانیف سے متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ اردو زبان اور ادب کے میدان میں ان کی گراں قدر خدمات، ان کے اسلوب، تصور شعر و ادب، صحافت اور ملی خدمات سے بخوبی واقف کرایا ہے۔

پہلے باب ''سرسید اور اردو زبان و ادب'' میں پروفیسر قمر الہدیٰ فریدی نے سرسید کی اردو سے محبت اور اس کی ترویج و اشاعت کے لیے ان کی عملی کوششوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ سرسید نے ایک ورناکلر یعنی دیسی زبان کی یونیورسٹی کا خاکہ بھی پیش کیا تھا۔ اس میں اردو بھی بحیثیت ذریعہ تعلیم شامل تھی۔ سرسید جانتے تھے کہ بچے کی مناسب تعلیم جس قدر مادری زبان میں ہو سکتی ہے اتنی کسی اور زبان میں نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بعد میں درسی کتابوں کی تیاری کے مسائل اور بعض دیگر وجوہ سے سرسید احمد خاں اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے اور جب ایم اے او کالج کا قیام عمل میں آیا تو انھوں نے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنایا۔ انھوں نے اردو ادب کی تاریخ مرتب کرنے کا بھی منصوبہ بنایا تھا نیز وہ اردو کی ایک ایسی لغت بھی تیار کرنا چاہتے تھے جس میں الفاظ کے معنی، ان کی جنس اور دیگر تفصیلات درج ہوں لیکن افسوس کہ یہ دونوں منصوبے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔ اس باب میں ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' اور ''تہذیب الاخلاق'' کے آغاز، اغراض و مقاصد اور تاریخ سے بھی متعارف کرایا گیا ہے۔

مصنف نے ''خطبات احمدیہ'' سے متعلق ایک عام غلط فہمی بھی حوالے کے ساتھ دور کی ہے۔ اس سے متعلق مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ کریں:

''شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی کی تحقیق ہے کہ ''جب کتاب اردو میں تیار ہوگئی تو سرسید نے اس کا ایک خلاصہ انگریزی میں ترجمہ کرایا۔ اور اسے 'ایسز آن دی لائف آف محمدؐ' [صلی اللہ علیہ وسلم] کے نام سے لندن ہی میں 1870 میں شائع کردیا۔''

عام طور پر ایسا ہی سمجھا جاتا ہے لیکن یہ خیال درست نہیں۔ دراصل سرسید نے وسائل کی کمی کے سبب، میور کی کتاب کے بعض قابل گرفت مقامات پر چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں اظہار خیال کا پروگرام بنایا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی ایک رسالہ مکمل ہوا، انھوں نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کروایا جو کہ 1869 میں Trubner & Co. کے زیر اہتمام لندن سے شائع ہوا۔ اسی سال ایک اور کتابچہ مذکورہ کمپنی کی نگرانی میں طبع ہوا۔ اور اشاعت کا یہ سلسلہ 1870 تک جاری رہا۔'' (سرسید اور اردو زبان وادب۔ صفحہ۔ 17)

سرسید نے جب تہذیب الاخلاق جاری کیا تو جہاں